روایاتِ سبعہ احرف کی عصر حاضر میں توجیہات کا تجزیاتی مطالعہ

حافظ محمد عبدالقیوم*

Abstract

Modern Interpretations of *Sab'ah Aḥruf*: An Analytical Study

A large number of Islamic traditions indicate the *Qur'ānic* revelation is based on *Sab'ah Aḥruf*. What does *Sab'ah Aḥruf* mean? Numerous interpretations from the very beginning of Islamic history have been done, but the ambiguity is not going to end about it. Modern scholars are looking to understand it from a different approach apart from the earlier intelligentsias. Modern scholars have divided *Sab'ah Aḥruf* traditions into groups. Every group reflects a different shade of meaning as well as the ambiguity has been vanished. An attempt has been taken to solve the above said problem in a modern scholarly perspective.

Keywords: *Qur'ān*; *Ulum al-Qur'ān*; *Sab'ah Aḥruf*; Modern Approaches.

نبوی معاشرہ میں قبائل کے مابین زبان و بیان اور الفاظ ولہجات کا اختلاف قرآن کریم کی قراءت و تلاوت میں مانع بن رہا تھا جو کہ ایک فطری امر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف قبائل میں ہر عمر اور ذہنی سطح کے لوگ جن میں بالخصوص بچے اور ضعیف العمر مرد وخواتین کی موجودگی کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اور پھر جب نبی کریم ﷺ نے اپنے عہد کے معاشرہ کی تصویر ان الفاظ میں بیان کی ہو کہ "نحن أمة أمية لا نكتب ولا نحتسب" (ہم تو ایک اُمی یعنی ناخواندہ جماعت ہیں نہ حساب جانیں نہ لکھنا)،[۱] تو اس معاشرہ میں قرآن کریم کی قراءت و تلاوت ناممکن نہ سہی، مشکل ضرور تھی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ذات باری تعالیٰ نے عرب کے مختلف قبائل کے لیے سہولت اور آسانی کا معاملہ فرماتے ہوئے قرآن کریم کو لغات قبائل عرب کے اختلاف اور مترادف الفاظ قرآنی کے ساتھ تلاوت و قراءت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو جب لغت واحدہ پر قرآن پڑھایا کرتے تھے تو یہ بات بعض لوگوں پر گراں گزرتی تھی۔ جس پر جبرئیلؑ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو قبیلہ کے افراد کے لیے اپنی لغت میں پڑھنے کی رخصت عنایت فرمائی۔[۲]

اسی طرح اس موضوع سے متعلق دوسری روایت کچھ اس طرح نقل کی گئی ہے کہ اُبی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی جبرئیلؑ سے جب ملاقات ہوئی تو آپ نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ میں ایک ناخواندہ قوم کی طرف بھیجا گیا ہوں جن میں بوڑھے، غلام مرد اور لونڈیاں اور ایسے ان پڑھ افراد ہیں۔ تو جبرئیلؑ نے فرمایا کہ یا محمد ﷺ! قرآن کریم تو سات احرف پر نازل کیا گیا ہے۔[۳]

سبعہ احرف سے متعلق مروی روایات درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جیسا کہ ابو عبید قاسم بن سلاّم (م ۲۲۴ھ) نے اس پر صراحت کی ہے۔[۴]

سبعہ احرف کا معنی و مفہوم

علامہ ابو عَمرو عثمان بن سعید دانی (م ۴۴۴ھ) سبعہ احرف میں "احرف" کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ اس کے دو معنی ہیں:

اَ۔ ایک معنی "وجہ" ہے، یعنی قرآن سات وجوہ پر نازل ہوا ہے، اور ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ﴾[۵] میں لفظ "حرف" سے مراد بھی یہی ہے، جس کا مطلب کچھ یوں ہوا کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس وجہ پر کرتے ہیں پھر آگے اس

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان

کی توضیح فرمائی ہے کہ اگر اس کو خیر (نعمت وراحت، مال، عافیت، دعا کی مقبولیت وغیرہ) حاصل ہوتی ہے تو ایمان پر جمع رہتا ہے اور عبادت کرتا رہتا ہے اور اگر سختی اور نقصان کی حالت پیش آجاتی ہے تو کفر اختیار کرلیتا ہے اور عبادت چھوڑ دیتا ہے۔

ب۔ "حرف" کے دوسرے معنی "قراءت" کے ہیں جو مجازی معنی ہیں۔ اہل عرب کی عادت ہے کہ کبھی کسی شے کا وہ نام بھی رکھ دیتے ہیں جو اس کے جزو یا مقارب ومناسب، سبب یا اس سے تعلق رکھنے والی چیز کا نام ہوتا ہے، پس چوں کہ مختلف قراء تیں حرف ہی میں تغیر سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے اہل عرب کی عادت اور ان کے استعمال پر اعتماد کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے قراءت کو گو وہ طویل کلام ہو، مجازاً حرف فرمادیا، پس یہاں کل کی بجائے جزو کا نام استعمال کیا ہے، جس طرح اہل عرب کے ہاں بعض اوقات قصیدہ کو قافیہ کہہ دیا جاتا ہے، حالاں کہ قافیہ تو قصیدہ کا جزو ہوتا ہے۔[۶]

سبعہ احرف کے بکثرت معانی ومفاہیم بیان کیے گئے ہیں، ان تمام معانی ومفاہیم کی اگرچہ اپنی جگہ اہمیت ہے مگر سبعہ احرف سے متعلق دو باتیں پیش نظر رہنی چاہیں:

- سبعہ احرف اجازت ورخصت کا نام ہے۔
- اس اجازت ورخصت کا تعلق زبان اور لغات عرب سے ہے۔ لہٰذا اسی پس منظر میں اس کو دیکھنا چاہیے۔

علامہ ابن تیمیہ (م۷۲۸ھ) نے اس علمی عقدہ کو حل کرنے کی نہایت معقول کوشش کی ہے۔ علامہ لکھتے ہیں کہ متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح کا فرق ہے، متاخرین کسی اور معنی میں جب کہ متقدمین سبعہ احرف کو دوسرے معنی میں لیتے ہیں۔[۷]

سبعہ احرف کی حقیقت

سبعہ احرف پر قرآن کریم کے نزول کے سلسلہ میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ قرآن کریم کا عربی مبین میں نزول کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قرآن کریم اپنی موجودہ شکل کے ساتھ ساتھ مختلف قبائل عرب کی لغات ومترادفات کے ساتھ بھی نازل ہو رہا تھا۔ اس بات کا کوئی امکان ہے۔ ابوجعفر طحاوی (م۳۲۱ھ) لکھتے ہیں: "وان كان الذي نزل علیٰ النبي ﷺ انما نزل بألفاظٍ واحدةٍ"۔[۸]

سبعہ احرف پر قرآن کریم کے نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ متن قرآن کریم کو اپنی لغات ولہجات کے مطابق قراءت کی رخصت واجازت تھی، رخصت واجازت کو کبھی بھی اصل نہیں قرار نہیں دیا جاسکتا، اور نہ ہی رخصت ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے بلکہ رخصت ہمیشہ عبوری دَور کے لیے ہوتی ہے۔ اس طرح قرآن کریم کے سبعہ احرف پر نازل ہونے کا مطلب اپنے اندر حقیقی نہیں بلکہ مجازی معنی رکھتا ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی (م۱۹۰۵ء) اس علمی عقدہ کو کھولتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی میں آنے والے الفاظ "سبعہ احرف" سے مراد لوگوں میں معروف سبعہ قراءات مراد نہیں۔ بلکہ یہ تو لوگوں کی سہولت وآسانی کی خاطر اور توسع کے پیش نظر ابتداءِ اسلام میں دیا گیا حکم تھا کہ اہل عرب کے مختلف قبائل کو اس بات کی رخصت دی جائے کہ سات احرف میں سے جو بھی لغت میسر ہو، اس میں قرآن کریم کی قراءت کرلے۔ چناں چہ لوگوں کے لیے قرآن کریم کی قراءت اپنے ہی لہجہ ولغت میں کرنے کی اجازت سے آسانی پیدا کی گئی۔ ان سات میں سے چھے حرف تو لغت قریش کے علاوہ تھے، ان لغات یا احرف کی طرف انزال یعنی آسمان سے نازل ہونے کی نسبت حقیقتاً نہیں، بلکہ مجازاً کی گئی ہے، کیوں کہ قرآن کریم آسمان سے کئی لغات میں نہیں بلکہ ایک ہی لغت پر نازل ہوا ہے اور وہ لغتِ

قریش ہے۔ مگر جب زیر بحث حدیث نبوی کی رُو سے سات لغات میں سے کسی بھی لغت میں قرآن کریم کی قراءت کرنے کی اجازت مل گئی تو گویا لغتِ قریش کے علاوہ باقی چھے لغات اپنے حکم کے اعتبار سے اور نماز میں اس کے جواز کے لحاظ سے ساتویں لغت یعنی حرفِ قریش ہی کی طرح ہو گئیں، اس وجہ سے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ قرآن کریم سات لغات پر نازل کیا گیا ہے۔[۹]

قراءات قرآنیہ کی وضاحت

اسلامی علمی ورثہ میں سبعہ احرف کے دیگر مفاہیم میں سے ایک مفہوم قرآن کریم کی قراءت کا بھی پایا جاتا ہے، اس طرح دونوں میں عموم و خصوص کا تعلق ہے۔ کتب علوم قرآن و حدیث میں رخصت و سہولت کی بحث کو "سبعہ احرف" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی طرح قراءت قرآنیہ اگرچہ اپنا الگ معنی و مفہوم رکھتی ہیں، مگر اسلامی علمی ورثہ میں سبعہ احرف کو مترادف کے طور پر قراءت قرآنیہ کہا جاتا رہا ہے۔ اس طرح لفظ "قراءت" کے درج ذیل معانی و مفاہیم اسلامی علمی ورثہ میں پائے جاتے ہیں:

اَ۔ قراءت کا ایک مفہوم قرآن کریم کے کلمات کے تلفظ اور ان کی ادائیگی ہے۔

ب۔ قراءت کا دوسرا مفہوم قرآن کریم کی قراءات عشرہ متواترہ ہے۔

ج۔ قراءت کا تیسرا مفہوم سبعہ احرف ہے۔

د۔ قراءت کا چوتھا مفہوم کم از کم اردو زبان کی حد تک علم تجوید اور خوش الحانی کے مترادف کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ علم تجوید کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ حروف قرآن کو ان کے مخارج مع جمیع صفات لازمہ وعارضہ کے بلا کسی تکلف کے ادا کرنا ہے۔

عہدِ عثمانی میں جس اختلافِ قراءت کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں اختلافِ قراءت کا مفہوم قراءات عشرہ متواترہ میں اختلاف نہیں ہے بلکہ سبعہ احرف ہی کا معنی و مفہوم رکھتا ہے۔

علم مختلف الحدیث اور روایت سبعہ احرف

علوم حدیث میں سے ایک علم مختلف الحدیث ہے یا علم مشکل الحدیث بھی ہے۔ اس میں ان روایات کو زیر بحث لایا جاتا ہے جو سند کے اعتبار سے تو ناقابل تردید ہوتی ہیں مگر ان کی معارض روایات بھی اسی پائے کی موجود ہوتی ہیں، اس طرح ان دو قسم کی روایات میں تعارض پایا جاتا ہے۔ ان دو قسم کی روایات میں تعارض رفع کرنے کے لیے محدثین نے اصول مرتب کیے ہیں۔

علم مختلف الحدیث میں تو دو مختلف روایات کا معارض ہونا ضروری ہے مگر علم مشکل الحدیث میں دو روایات کا باہم معارض ہونا ضروری نہیں، بلکہ بعض اوقات کسی ایک ہی روایت میں ایسا ابہام پایا جاتا ہے کہ اس روایت کے قطعی معنی تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور خود نبی کریم ﷺ سے بھی اس کی وضاحت منقول نہیں ہوتی، اس لیے اس کو علم مشکل الحدیث کہتے ہیں۔ اسی طرح کہا گیا کہ مشکل ایسا کلام ہوتا ہے جس کی مراد سننے والے پر مخفی رہے۔ یہ اخفاء اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس سے لفظ میں بہت سے معانی کا احتمال پایا جاتا ہے۔ روایت سبعہ احرف بھی اسی میں شمار کی جاتی ہے۔

اس قسم کی روایات کے لیے محدثین نے مستقل کتب لکھی ہیں جن میں پہلا اور نمایاں نام محمد بن ادریس شافعی (م ۲۰۴ھ) کا ہے، جنہوں نے اس علم پر جب قلم اٹھایا تو اپنی علمی کاوش "اختلاف الحدیث" میں اس روایت کا ذکر کیا۔ اسی طرح ابو جعفر طحاوی (م ۳۲۱ھ) نے اِس علم سے متعلق کتاب "مشکل الآثار" تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں بھی روایات سبعہ احرف کو شامل کیا ہے۔

متقدمین و متاخرین علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد نے اس روایت کے معنی اور اس کی توضیح کرنے کوشش کی ہے۔ اس لحاظ سے روایت سبعہ احرف کے معنی کے تعین سے متعلق بے شمار آراء پائی جاتی ہیں جن میں سے کم و بیش تیس سے زائد اقوال علامہ عبدالرحمن سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے نقل کیے ہیں۔[۱۰] ان سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سبعہ احرف کے معنی کے تعین میں علمائے کرام میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس طرح ابتداء ہی سے علمائے کرام ایک دوسرے کی رائے پر نقد و جرح کرتے آئے ہیں۔

روایات سبعہ احرف پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر ان روایات کو مختلف مجموعات(Groups) میں تقسیم کر دیا جائے تو اس اختلاف کو اس طرح کم کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ اختلاف اپنے اپنے مقام پر صحیح بیٹھ جائے گا، کیوں کہ سبعہ احرف سے متعلق جتنی بھی روایات کتب حدیث میں نقل کی گئیں ہیں ان سب روایات کا ایک مفہوم نہیں ہے۔ اس پہلو پر عصر حاضر میں غور کرنے والوں میں نمایاں نام ڈاکٹر مفتی عبدالواحد اور قاری طاہر رحیمی (م ۱۴۰۷ھ) کا ہے۔ اس پہلو کی ایک جھلک ابو جعفر طحاوی (م ۳۲۱ھ) کے ہاں بھی ملتی ہے۔ انہوں نے روایاتِ سبعہ احرف کو درج ذیل ابواب میں اس طرح تقسیم کر دیا ہے کہ مختلف مجموعات(Groups) کا گمان ہوتا ہے:

باب نمبر ۴۸۱: باب بيان مشكل عن رسول الله ﷺ من قوله : أنزل القرآن على سبعة أحرف لكل آية منها ظهر وبطن

باب نمبر ۴۸۴: باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ من قوله : أنزل القرآن على سبعة أحرف

باب نمبر ۴۸۵: باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ من قوله : أنزل القرآن على ثلاثة أحرف"

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد نے جو دو مجموعات بنائے ہیں ان سے متعلق لکھتے ہیں کہ حروف سبعہ سے متعلق حدیثوں کو دیکھا جائے تو وہ دو قسم کی ہیں:

أ- ایک وہ ہیں جن میں قرآن پاک کے حروف سبعہ پر نزول کیے جانے کی تصریح ہے۔

ب- دوسری وہ ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امت کی خاطر سات کے عدد تک رعایت کی درخواست فرمائی جو منظور ہوئی اور سات تک مرادفات میں پڑھنے کی اجازت حاصل ہوئی، لیکن یہ مرادفات نازل نہیں ہوئے۔[۱۲]

قاری طاہر رحیمیؒ (م ۱۴۱۷ھ) نے درج ذیل پانچ مجموعات بنائے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ درحقیقت "احرف" کے متعلق پانچ طرح کی روایات پائی جاتی ہیں، جن کا اجمالی تعارف یہ ہے:

۱۔ سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ معانی آیت قرآنیہ — ۲۔ سبعہ انواعِ مضامینِ قرآن

۳۔ سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ کلمات مترادفات — ۴۔ سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ لغاتِ عرب

۵۔ سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ انواع اختلافات قراءت[۱۳]

قاری طاہر صاحب کے قائم کردہ درج بالا پانچ گروپس میں ایک اور گروپ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے اور اس چھٹے گروپ میں ان روایات کو رکھا جاسکتا ہے جن میں سات حروف کی نہیں بلکہ سات سے کم یعنی دو، تین یا پانچ حروف پر قرآن کریم کے نزول کی بات پائی جاتی ہے۔ مرحوم قاری طاہر صاحب ان انواع پر کچھ اس طرح بحث کرتے ہیں:

۱۔ سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ معانی آیت قرآنیہ

وہ احادیث جن میں سبعہ احرف بمعنیٰ "سبعہ معانی آیت قرآنیہ" ہے، یہ وہ احادیث ہیں جن میں درج ذیل الفاظ روایت کیے گئے ہیں:

"عن ابن مسعود، قال: قال رسول الله ﷺ: أُنزل القرآن على سبعة أحرفٍ، لكلِّ آيةٍ منها ظهروبطن ولكلِّ حدٍ

مُطَّلَع "یعنی" قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، قرآن کریم کی ہر آیت ظاہر و باطن اور حد و مطلع رکھتی ہے"۔[۱۴]
مقصد یہ ہے کہ ہر آیت کے سبعہ معانی ہیں، جو کچھ یوں بیان کیے جاسکتے ہیں: ا۔ ظاہری لغوی معنی ۲۔ باطنی تفسیر مقصودی معنی ۳۔ اسرار و نکاتِ بلاغت ۴۔ خواص و کیفیات ۵۔ فوائد و معارف ۶۔ احکام مستنبطہ ۷۔ مسائل سلوک مستنبطہ۔[۱۵]

۲۔ سبعہ انواعِ مضامینِ قرآن

وہ احادیث جن میں سبعہ ابواب جنت سے "سبعہ انواع مضامین" پر نزول قرآن کا تذکرہ ہے۔ ان احادیث میں سبعہ احرف بمعنی سبعہ انواعِ مضامینِ قرآن مراد ہیں مثلاً عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی روایت کا مفہوم ہے[۱۶] کہ پہلی کتب سماویہ صرف ایک جنتی دروازے سے صرف ایک ایک مضمون پر ہی مشتمل ہو کر نازل ہوئی ہیں (مثلاً زبور میں صرف تذکیر و موعظت کا اور انجیل میں صرف مجد و ثناءِ باری کا ذکر تھا) لیکن قرآن کریم جنتی دروازوں سے سات قسم کے مضامین پر مشتمل ہو کر نازل ہوتا ہے۔ وہ یہ ہیں: ا۔ ترک منہی ۲۔ عمل بالامر ۳۔ تحلیل حلال ۴۔ تحریم حرام ۵۔ عمل بالمحکم ۶۔ ایمان بالمتشابہ ۷۔ اتعاظ بالامثال (قرآنی مثالوں سے نصیحت حاصل کرنا)۔[۱۷] اسی طرح روایت ہے: "عن أبی قِلابة، قال : بلّغنی أن النبی ﷺ قال: أنزل القرآن علی سبعة أحرفٍ، أمرٍ وزجرٍ وترغیب وترهیب و جدل و قصص ومثل"۔[۱۸]

۳۔ سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ کلمات مترادفات

وہ احادیث جن میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ابتدائی عہد میں تسہیل امت کے لیے سبعہ کلمات مترادفات کے مطابق قراءتِ قرآن کی اجازت کا تذکرہ ہے لیکن بعد میں یہ اجازت عرضہ اخیرہ سے بھی قبل منسوخ و موقوف ہو گئی۔ اب قراءۃ بالمترادفات کی قطعاً ممانعت ہے۔ یہ وہ احادیث ہیں جن میں "هَلُمَّ، تَعَالَ، اقبل" وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔ محمد بن جریر طبری کے نزدیک جو سبعہ احرف بمعنی سبعہ کلمات ولغات مترادفات ہیں ان کے اس قول کا مصداق اسی قسم کی احادیث کو قرار دینا ضروری ہے۔ سبعہ احرف بمعنی سبعہ مترادفات والی چند احادیث حسب ذیل ہیں۔ ابی بکرہؓ[۱۹] وابن مسعودؓ[۲۰] سے مرفوعاً روایت ہے جسکا مفہوم ہے: جبرئیلؑ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! قرآن کو ایک حرف پڑھیے حضرت میکائیلؑ نے عرض کیا: زیادتی کا مطالبہ فرمائیے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے زیادتی کا مطالبہ فرمایا۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا: دو حروف پر پڑھیے۔ میکائیلؑ نے دوبارہ عرض کیا مزید کا مطالبہ فرمائیے۔ چنانچہ آپ نے مزید کا مطالبہ فرمایا۔ اسی طرح ہوتا رہا حتی کہ سات احرف تک نوبت پہنچ گئی۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا: "یہ سب شافی و کافی ہیں جب تک کہ آپ عذاب والی آیت کو آیتِ رحمت یا رحمت والی آیت کو آیت عذاب کے ساتھ تبدیل نہ فرمائیں"۔ ان سبعہ احرف کی مثالیں یہ ہیں جیسے لفظ "تعال" کی جگہ الفاظ "أقبل" یا "هَلُمَّ" اور "اذهب" کی جگہ "اسرع" اور "عَجِّل" میں سے کوئی لفظ مترادف کے طور پر استعمال کر لیا جائے، ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔

ب۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے: "قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: " إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ الْقُرَّاءَ فَوَجَدْتُهُمْ مُتَقَارِبِيْنَ، فَاقْرَءُوا كَمَا عَلِمْتُمْ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَطُّعَ، فَإِنَّمَا هُوَ كَقَوْلِ أَحَدِكُمْ: هَلُمَّ وَتَعَالَ"۔[۲۱]

اسی طرح ابو بکرہؓ سے مروی ہے جسکا مفہوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ اور میکائیلؑ آئے۔ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا: قرآن کریم کو ایک حرف پر پڑھئے۔ میکائیلؑ نے کہا کہ اس میں اضافے کی درخواست کیجیے۔ پھر

جبرئیلؑ نے کہا کہ قرآن کریم کو آپ سات حروف پر پڑھ سکتے ہیں جن میں سے ہر ایک کافی شافی ہے بشرطیکہ آیت رحمت کو عذاب سے یا آیت عذاب کو رحمت سے نہ بدل دیں جیسے: تعال اوراقبل و هلم اور اذهب، أسرع اور عجّل۔ [۲۲]

ج۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ صحابی رسول اللہ ﷺ اُبی بن کعبؓ قرآنی آیت ﴿كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ﴾[۲۳] میں آنے والے الفاظ "مشوا فيه" کو مترادف الفاظ "مرّوا فيه" اور "سعوا فيه" سے بدل دیتے تھے۔[۲۴]

د۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُبَی بن کعبؓ قرآنی آیت ﴿لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا﴾[۲۵] کے الفاظ کی جگہ ان کے مترادف الفاظ جیسے "للذين امنوا امهلونا"، "للذين امنوا أخرونا" یا "للذين أمنوا ارقبونا" تلاوت فرماتے تھے۔[۲۶]

ھ۔ انس بن مالکؓ نے قرآنی آیت ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا﴾[۲۷] میں "وأصوب قيلاً" پڑھا تو کہا گیا کہ ہم تو "وأقوم قيلًا" پڑھتے ہیں، تو جواب دیا کہ دونوں ایک ہی ہیں۔[۲۸]

و۔ وہ روایات بھی اسی قسم میں شمار کی جائیں گی جن میں " علیماً حکیماً" کی جگہ " غفوراً رحیماً" کے الفاظ مترادف کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے واضح ہو رہا ہے:

> عن أبي بن كعب قال: قرأ أبي آية، وقرأ ابن مسعود خلافها، وقرأ رجل آخر خلافها، فأتينا النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت له: ألم تقرأ آية كذا وكذا، كذا وكذا ؟ وقال ابن مسعود: ألم تقرأ آية كذا وكذا، كذا وكذا؟ فقال رسول الله ﷺ: كلكم محسن مجمل، قال: قلنا: ما كلنا أحسن ولا أجمل، قال: فضرب صدري وقال: يا أبي، أقرأت القرآن، فقلت: على حرف أو على حرفين؟ فقال لي الملك الذي عندي: على حرفين، فقلت: على حرفين؟ فقال لي: على حرفين أو على ثلاثة، فقال لي الملك الذي معي: على ثلاثة، فقلت: على ثلاثة، هكذا حتى بلغ سبعة أحرف، ليس منها إلا شاف كاف قلت: غفورا رحيما، أو قلت: سميعا حكيما، أو قلت: عليما حكيما، أو قلت عزيزا حكيما، أي ذلك قلت فإنه كذلك"۔[۲۹]

اس قسم کی روایات کا ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ابتداء اسلام کے زمانے میں سبعہ احرف کے اصول اور سہولت کے تحت اسماء الٰہیہ کی تبدیلی کی اجازت تھی، جو بعد میں موقوف ہو گئی۔

۴۔ سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ لغاتِ عرب

وہ احادیث جن میں تسہیل امت ہی کے لیے سبعہ احرف بمعنیٰ "سبعہ لغاتِ عرب" پر نزول قرآن کا تذکرہ ہے، جنہیں علم قراءات کی رُو سے اور قاریان قرآن کی اصطلاح میں "اصول" اور "فروش کلیہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۹۴۳ء) لکھتے ہیں: "قراءات کا اختلاف دو قسم کا ہے، ایک کُلّی اور دوسرا جزئی۔ کُلّی کو اختلافِ اصول اور جزئی کو اختلافِ فُروش کہتے ہیں۔ اختلاف فرشی کا انضباط تو کسی قاعدہ میں ہو ہی نہیں سکتا، البتہ اختلاف اصولی، قواعدِ کُلّیہ کے انضباط سے ممکن ہے"۔[۳۰] قاری طاہر رحیمی لکھتے ہیں کہ جیسے امالہ بنو نجد، بنو تمیم اور بنو قیس کا اور فتح اہل حجاز کا لغت ہے۔ فُعُلٌ میں عین کلمہ کا ضمہ اہل حجاز، اور عین کلمہ میں سکون بنو تمیم، بنو اسد اور بنو قیس کا لغت ہے۔ لفظ "ضَعفٌ" میں حرف ضاد کو فتح یعنی زبر کے ساتھ پڑھنا بنو تمیم اور ضمہ یعنی "ضُعفٌ" اہل حجاز اور بنو اسد کا لغت ہے۔ لفظ "حتیّٰ" کی بجائے "عتّٰی" قبیلہ ہُذیل کا لغت ہے۔ لفظ "تِعلمون"، "اِعْهد" وغیرہ میں

علامت مضارع کا کسرہ بنو اسد کا لغت ہے۔ ہمزہ ساکنہ کا ابدال بنو قریش کے ہاں ہے، اور ہمزہ کی تحقیق بنو تمیم کا لغت ہے۔ بنو قریش لفظ "رحمت"، "نعمت" وغیرہ میں آنے والے آخری حرف پر ہاء کے ساتھ وقف کرتے ہیں اور بنو طے کی لغت حرف تاء کے ساتھ وقف ہے۔ لفظ "بزَعْمِہِم" میں حرف زاء کا فتحہ اہل حجاز اور ضمہ بنو اسد کا لغت ہے۔ لفظ "یقنط" میں نون کا فتحہ عام اہل نجد اور کسرہ اہل حجاز کا لغت ہے۔ لفظ ﴿مَن يَّرتدَّ﴾ میں اسی طرح ادغام بنو تمیم اور ﴿مَنْ يَرْتَدِدْ﴾ بالاظہار اہل حجاز کا لغت ہے۔ لفظ ﴿خُطُوَاتِ﴾ میں حرف طاء کا ضمہ اہل حجاز اور بنو اسد کا، اور حرف طاء کا سکون بنو تمیم اور بعض بنو قیس کا لغت ہے۔ لفظ "قِيْلَ" وغیرہ میں اشمام بنو عقیل، بنو اسد اور بنو قیس کا اور خالص کسرہ بنو قریش اور بنو کنانہ کا لغت ہے۔[۳۱]

اس گروپ میں وہ احادیث ہیں جن میں یہ تذکرہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تخفیف و تسہیل اُمت کی غرض سے بار بار حضرت جبرئیل کو دربار الٰہی میں واپس بھیجا اور مزید حصولِ تخفیف کی دعا اور درخواست فرمائی۔ اور اولاً جبرئیل امین ایک حرف کی، پھر دو حرف ولغات کی، اس کے بعد تیسری مرتبہ میں سبعہ احرف بمعنیٰ "سبعہ لغات و لہجات عرب" کی اجازت لے کر آئے۔ مثلاً حدیث نبوی ہے:

عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کُنْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ یُصَلِّی فَقَرَأَ قِرَاءَۃً أَنْکَرْتُھَا عَلَیْہِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَۃً سِوَی قِرَاءَۃِ صَاحِبِہِ فَلَمَّا قَضَیْنَا الصَّلَاۃَ دَخَلْنَا جَمِیعًا عَلَی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ ھَذَا قَرَأَ قِرَاءَۃً أَنْکَرْتُھَا عَلَیْہِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَی قِرَاءَۃِ صَاحِبِہِ فَأَمَرَھُمَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَقَرَءَا فَحَسَّنَ النَّبِیُّ ﷺ شَأْنَھُمَا فَسُقِطَ فِی نَفْسِی مِنَ التَّکْذِیبِ وَلَا إِذْ کُنْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَمَّا رَأَی رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَا قَدْ غَشِیَنِی ضَرَبَ فِی صَدْرِی فَفِضْتُ عَرَقًا وَکَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَرَقًا فَقَالَ لِی: «یَا أُبَیُّ أُرْسِلَ إِلَیَّ أَنِ اقْرَإِ الْقُرْآنَ عَلَی حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَیْہِ أَنْ ھَوِّنْ عَلَی أُمَّتِی. فَرَدَّ إِلَیَّ الثَّانِیَۃَ اقْرَأْہُ عَلَی حَرْفَیْنِ. فَرَدَدْتُ إِلَیْہِ أَنْ ھَوِّنْ عَلَی أُمَّتِی. فَرَدَّ إِلَیَّ الثَّالِثَۃَ اقْرَأْہُ عَلَی سَبْعَۃِ أَحْرُفٍ فَلَکَ بِکُلِّ رَدَّۃٍ[۳۲]

یہ روایت ابن جریر طبری نے بھی بیان کی ہے: "عن أُبي بن كعب، قال : كنت في المسجد ... أن اقرأه على سبعة أحرف"۔[۳۳]

اسی طرح اس گروپ میں یہ احادیث ہیں جن میں **مطلق** "أنزل القرآن على سبعة احرف" کے **الفاظ کے بعد** "كلها شاف كاف" کے الفاظ آئے ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل روایات ہیں جن میں سے اَبو بکرۃ کی روایت ابھی اوپر گزری جسکا مفہوم ہے: "ابو بکرۃؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرئیلؑ اور میکائیل آئے۔ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ قرآن کریم کو ایک حرف پر پڑھیے۔ میکائیلؑ نے کہا کہ اس میں اضافہ کی درخواست کیجیے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا قرآن کریم کو آپ سات حروف پر پڑھ سکتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کافی شافی ہے، بشرطیکہ آیت رحمت کو آیت عذاب سے یا آیت عذاب کو رحمت سے نہ بدل دے"۔[۳۴]

اسی طرح اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اُبی! مجھے قرآن پڑھایا گیا پھر مجھ سے پوچھا گیا ایک حرف پر قرآن پڑھانا درست ہے، یا دو حرفوں پر پھر مجھ سے پوچھا دو حرفوں پر یا تین حرفوں پر اس فرشتے نے کہا کہ تین حرفوں پر اسی طرح سات حروف پر نوبت آئی، پھر فرمایا آپ نے ان میں سے ہر ایک حرف شافی اور کافی ہے چاہے تو "سميعاً عليماً" کہے، یا "عزيزاً حكيماً" کہے، جب تک عذاب کی آیت کو رحمت پر ختم نہ کرے اور رحمت کی آیت کو عذاب پر ختم نہ کرے۔

اسی قسم کا موضوع کچھ ایسے بھی منقول ہے کہ اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی غفار کے تالاب کے پاس تھے۔

اتنے میں جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ اپنی امت کو کلام اللہ ایک حرف پر پڑھاؤ آپ نے فرمایا میں خدا سے اس کی بخشش اور مغفرت چاہتا ہوں، میری امت میں اتنی طاقت نہیں پھر دوسری بار آئے اور ایسا ہی کہا، یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی امت کو کلام اللہ سات حرفوں تک سکھاؤ، جس حرف پر وہ پڑھیں صحیح ہو گا۔

اسی طرح کی رویات کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ابی بن کعب سے مختلف طرق سے نقل ہیں جنکا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے مثلاً:

اُبَیَ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک سورۃ پڑھائی ایک روز میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے وہی سورۃ پڑھی لیکن اس نے اور طرح پڑھی۔ میں نے کہا تجھ کو یہ سورۃ کس نے سکھائی وہ بولا رسول اللہ ﷺ نے سکھائی۔ میں نے کہا اچھا جانا نہیں جب تک ہم رسول اللہ ﷺ سے نہ ملیں پھر میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ شخص میرے خلاف پڑھتا ہے اس سورۃ کو جو آپ نے مجھے سکھلائی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اُبی پڑھو، میں نے وہ سورۃ پڑھی، آپ نے فرمایا تم نے اچھا پڑھا۔ پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا تو پڑھ تو اس نے میرے خلاف پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اچھا پڑھا پھر آپ نے فرمایا: اے اُبیَ! قرآن سات حرفوں پر اُترا ہے، اور ہر ایک حرف صحیح اور کافی ہے۔[۳۵]

اسی طرح درج ذیل روایت ہے:

اُبَیَ بن کعبؓ سے روایت ہے میرے دل میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں چبھی جب سے مسلمان ہوا جیسے یہ بات چبھی کہ میں نے ایک آیت ایک طرح پڑھی اور دوسرے نے اور طرح پڑھی۔ میں نے کہا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے اور وہ بولا مجھ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے یہ آیت اس طرح پڑھائی آپ نے فرمایا: ہاں۔ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ میرے پاس آئے تو جبرئیلؑ دائیں طرف اور میکائیلؑ میرے بائیں طرف بیٹھے۔ جبرئیلؑ نے کہا قرآن ایک حرف پڑھا کرو۔ میکائیلؑ نے کہا زیادہ کراؤ، زیادہ کراؤ اِن سے۔ یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچے اور کہا کہ ہر ایک حرف شافی و کافی ہے۔[۳۶]

درج ذیل روایت سے بھی یہی مضمون ظاہر ہو رہا ہے جسکا مفہوم ہے: "اُم ایوبؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم سات حرفوں پر نازل ہوا ہے تم جس حرف پر بھی اس کی تلاوت کروگے، وہ تمہاری طرف سے کفایت کر جائے گا"۔[۳۷]

اہل عرب کو سہولت و آسانی کے لیے قرآن کریم کو نقل و روایت اور تلقی و مشافہت کی روشنی میں سات لہجات و لغات میں قراءت کرنے کی اجازت دی گئی کہ اِن سات لغات والے قبائل میں سے ہر ایک قبیلے کو اپنی لغت کے مطابق تلاوت کرنے کی اجازت و رخصت دے دی گئی۔ ابو عبید قاسم بن سلاّم (م ۲۲۴ھ) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے درج ذیل دو روایات رقم کرتے ہیں:

اَ۔ "عن قتادة، عن من سمع ابن عباس يقول: أنزل القرآن بلغة الكعبَين: كعب قريش، وكعب خزاعة، قيل له: وكيف ذاك؟ قال : لأن الدار واحدة"۔

ب۔ "عن أبي صالح، عن ابن عباس قال: نزل القرآن علىٰ سبعة لغات منها خمس بلغة العَجُز من هوازن"۔[۳۸]

پہلی روایت میں کعب یا کعبین سے مراد کعب بن لؤی جو جد قریش تھے اور کعب بن عمرو جو خزاعہ کے جدِ اعلیٰ تھے جیسا کہ درج ذیل روایت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے: "عن أبي سفيان الأسلمي، قال: قال رسول الله ﷺ: نَزَل القرآن

علیٰ لغة الكعبَين: كعب بن لؤي وهو أبو قريش وكعب بن عمرو وهو أبو خزاعة"۔[۳۹]
اور پھر ان سے استدلال کرتے ہیں کہ وہ سات لغات اس طرح ہیں کہ قریش اور خزاعہ تو پہلی روایت سے ثابت ہوئیں جب کہ باقی لغات دوسری روایت سے سامنے آتی ہیں:
"قال أبو عبيد: والعَجزُ هم: سعد بن بكر، وجُشم بن بكر، ونصربن معاوية، وثقيف، وهذه القبائل هي التي يقال لها: عُليا هوازن، وهم الذين قال فيهم عمرو بن العلاء، أفصح العرب عليا هوازن، وسفلىٰ تميم، فهذه عليا هوازن، وأما سفلىٰ تميم فَبَنو دارم"۔
اس طرح حسب ذیل سات لغات بنتی ہیں: ۱۔ قریش ۲۔ خزاعہ ۳۔ سعد بن بکر ۴۔ جُشم بن بکر ۵۔ نصر بن معاویہ ۶۔ ثقیف ۷۔ بنو دارم۔[۴۰]
قرآنی چیلنج ہر لغت والے کو تھا، لغات عرب سب کی سب بالجملہ ایک ہی لسان عربی کی مصداق تھیں، سات لغات سے قرآن کریم پورے عرب کے لیے آسان ہو گیا، اس اجازت ورخصت کے بغیر اسلام کی دعوت مؤثر نہ رہتی۔
قاری طاہر رحیمی سبعہ لغات پر نزول کا سبب درج ذیل آیات کریمہ کو قرار دیتے ہیں کہ جس طرح درج ذیل آیات کریمہ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں یُسر اور آسانی کا پہلو رکھا ہے اور انسان کو اس کی حیثیت سے زیادہ کا مکلف نہیں ٹھہرایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو سبعہ لغات پر نازل فرما کر اُمت کے لیے آسانی پیدا فرمادی کہ ہر قبیلہ کا فرد آسانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کر سکے: ﴿وَ مَا جَعَلَ عَلَيكمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾، ﴿يريدُ اللّٰهُ بِكمُ الْيسْرَ﴾، ﴿لَا يكلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾، ﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكمْ وَ اَلْوَانِكمْ﴾۔[۴۱]
اُمیت (ناخواندگی) عرب کا مشہور وصف تھا، "اُمیین" یعنی ناخواندہ لوگوں کے لیے بالخصوص ایک حرف ولغت کی پابندی میں زیادہ مشقت کا سامنا ہوتا۔ لہٰذا سبعہ لغات واحرف کی اجازت دی گئی۔ اسی طرح سن رسیدہ مردوں، عورتوں اور صغیر السن بچوں اور بچیوں کے لیے بھی ایک ہی لغت کی پابندی کی صورت میں دشواری کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سبعہ احرف ولغاتِ عربیہ متعددہ مختلفہ کی اجازت دے دی گئی۔ جس سے یہ غرضِ مقصود بدرجہ اتم پوری ہو گئی کہ کم سے کم عرصے میں روئے زمین پر قرآنی قانون نافذ وشائع ہو کر فساد کا قلع وقمع ہو جائے۔[۴۲]
ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ (م ۲۷۶ھ) اپنی کتاب تأویل مشکل القرآن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسانی عطا کرنے کے لیے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی امت کو اُن کی زبان، عادت اور لغت کے موافق الفاظ میں قرآن پڑھائیں۔ چنانچہ:
۱۔ قبیلہ ہُذیل والے (عَتّٰی حِیْن) بول کر ﴿حَتّٰی حِينٍ﴾ مراد لیتے تھے۔[۴۳]
۲۔ بنو اسد: تِعلَمونَ، اور تِعلَم، اور ﴿تِسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ اور ﴿أَلَم اِعْهَدْ اِلَيكم﴾[۴۴] میں علامتِ مضارع کو کسرہ سے ادا کرتے تھے۔
۳۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ بنو تمیم ہمزہ پڑھتے تھے اور بنو قریش ہمزہ نہیں پڑھتے تھے: "والتميمي يهمز، والقريش لا يهمز"۔
قرآن کریم سے ان کی مثالیں کچھ اس طرح ہیں: ﴿يؤمنون﴾[۴۵] (شئت) (کدأب) وغیرہ میں بنو تمیم ہمزہ پڑھتے تھے۔
۴۔ اور قریش ابدال کرتے تھے۔
۵۔ بعض عرب قبائل ﴿واذا قيل لهم﴾ اور ﴿غُيضَ الماء﴾[۴۶] میں کسرہ کا ضمہ سے اشمام کرتے تھے۔
۶۔ اور ﴿هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّت﴾[۴۷] میں راء کے ضمہ کا کسرہ سے اشمام کرتے تھے۔

۷۔اور ﴿مَالَكَ لَا تَأْمُنَّا﴾[۴۸] میں ادغام اور ضمہ کا اشمام کرتے تھے۔[۴۹]

علامہ ابن قتیبہ (م۲۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ: "ان حضرات میں سے کوئی گروہ یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے لغت کو اور اپنے بچپن و جوانی اور کبر سنی کو پڑی ہوئی عادت کو چھوڑ دے اور کوئی دوسری لغت اختیار کرلے تو اس میں اس کو بڑی دشواری پیش آتی، اور انتہائی محنت اٹھانی پڑتی۔ عرصے تک مشق کرنے، زبان کو مسخر کرنے اور عادت کو ترک کرنے کے بعد یہ ممکن ہوتا۔ اس لیے حق سبحانہ وتعالیٰ نے جس طرح اس اُمت کو دین کے احکام میں آسانی دی تھی اسی طرح اپنے لطف وانعام سے قرآن کی لغات اور اسکی حرکات وسکنات میں بھی وسعت اور متعدد طرق سے پڑھنے کی اجازت عطا فرمادی"۔[۵۰]

سبعہ احرف پر انزال میں قرآن کی اصل حکمت اور اہم غرض یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن کی بابت عرب پر تیسیر وآسانی پیدا کر دی جائے۔ احرف سبعہ پر انزالِ قرآن من جانب اللہ امت محمدیہ پر توسع ورحمت اور تخفیف وتیسیر کا معاملہ ہے، کیونکہ اگر اہل عرب کا ہر قبیلہ فتح و امالہ، تحقیق وتخفیف، مدوقصر وغیرہ سے متعلق اپنی عادی وطبعی لغت کو چھوڑ کر چاروناچار دوسرے قبیلہ کی لغت کے موافق پڑھنے کا مکلف قرار دے دیا جاتا تو اس میں بہت مشقت اور تنگی لازم آتی۔ علامہ بدر الدین زرکشی (م۷۹۶ھ) بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔[۵۱]

اس کے بعد علامہ بدرالدین زرکشی دلیل کے طور پر یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ محدث ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی ملاقات حضرت جبرئیلؑ سے ہوئی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! میں ناخواندہ لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ اس میں بوڑھے، عمر رسیدہ، لڑکے ولڑکیاں اور ایسے افراد بھی ہیں جو کچھ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ اے نبی کریم ﷺ! قرآن کریم سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے یعنی جس قرآن کی تلاوت جس طرح ادا ہو وہ موجب ثواب ہوگا۔ اس طرح اس کی ادائیگی میں وسعت اور آسانی رکھی گئی ہے۔[۵۲]

۵۔ سبعہ احرف بمعنیٰ "سبعہ انواعِ اختلافاتِ قراءات"

وہ احادیث جن میں "سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ انواع اختلافات قراءات" پر نزول قرآن کا تذکرہ ہے جن کو قُرّاء واہل فن اپنی اصطلاح میں جزوی فرش الحروف سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ وہ احادیث ہیں جن میں جزو غالب کے طور پر مختلف قراءات اور مخصوص فرشی اختلافات کی بابت صحابہ کرامؓ کے باہم مخاصمہ ونزاع کا اور پھر سبعہ احرف پر نزول قرآن کے حوالے سے ہر صحابی کی قراءت کے متعلق فرمان نبوی: "قد حسنت، كذالك أنزلت، قد أصبت" وغیرہ کا بیان ہے، مثلاً سورۃ فرقان کی مختلف قراءات ﴿جَنَّةٌ نَأْكُلُ۔ تَشَّقَّقُ، سُرُجاً اور جَنَّةٌ يأكل۔ تَشَقَّقُ۔ سِراجاً﴾ کی بابت عمر فاروقؓ اور ہشام بن حکیمؓ بن حزام کے مابین مخاصمہ ونزاع والی حدیث میں دونوں حضرات کا اختلاف وتنازع، فرشی اختلافات مخصوصہ کے بارے میں ہوا تھا۔ (اس نزاع کو لغات کا اختلاف اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ دونوں ہی حضرات قریشی تھے) اور حضور اکرم ﷺ نے سب ہی قراءات واختلافات اور فرش الحروف کی تصدیق وتصویب فرمائی تھی۔[۵۳]

درج ذیل روایات یہی مفہوم لیے ہوئے ہیں جن میں سے ابی بن کعب کی روایت اوپر گزر چکی ہے۔[۵۴] اسی طرح یحییٰ بن یحییٰ، مالک، ابن شہاب، عروہ بن زبیر، عبدالرحمن بن عبد القاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ میں نے ایک دن ہشام بن حکیم کو سورۃ فرقان اس طریقہ کے علاوہ پڑھتے سنا جیسا کہ میں پڑھتا ہوں، اور یہ سورۃ رسول اللہ ﷺ مجھے پڑھا چکے تھے۔ سو قریب تھا کہ میں انہیں جلد پکڑوں مگر میں نے انہیں اس کے پڑھ لینے تک مہلت دی

پھر میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر رسول اللہ ﷺ تک لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان سے سنا کہ یہ سورۃ فرقان کو اس طریقہ کے خلاف پڑھتے ہیں جیسا کہ آپ نے مجھے پڑھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا، انہیں چھوڑ دو، اور پھر ان سے کہا: پڑھو، سو انہوں نے اسی طرح پڑھا، جیسا کہ میں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل کی گئی، پھر مجھ سے کہا: پڑھو، میں نے پڑھا، تب بھی آپ نے فرمایا: اسی طرح نازل کی گئی ہے، اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے، جس طرح آسان ہو، پڑھو۔[۵۵] یہی الفاظ دوسری روایات میں آئے ہیں۔[۵۶] ان سب روایات کا مفہوم ایک ہی ہے اور وہ اسی پر دلالت کرتی ہیں۔

قاری طاہر لکھتے ہیں کہ ان احادیث میں سبعہ اَحرف کا مصداق، "جزوی و مخصوص فرش الحروف کی سبعہ انواع اختلاف لفظی و قرأتی" ہیں۔[۵۷]

انواعِ اختلافِ قراءات اور اس کی مختلف توجیہات

حرف کے اصل معنی "وجہ" اور "نوع" کے ہیں اور یہاں قراءت و تلفظِ الفاظِ قرآنیہ کی سات وجوہات و انواع مراد ہیں۔ انواعِ اختلافِ قراءات کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں جن میں سے نمایاں نام ابن الجزری کا ہے، جن کی توجیہ حسب ذیل ہے:

۱۔ تغیر حرکت مع اتحاد المعنیٰ: جیسے: (اُفِّ، اُفَّ)، (یحْسَبُ، یحْسِبُ)۔

۲۔ تغیر حرکت مع اختلاف المعنیٰ: مثلاً: (وقد اَخَذَ میثاقکم، وقداُخِذَ میثاقکم)، (واتَّخِذُوا، واتَّخَذُوا)۔

۳۔ تغیر حرف مع اتحاد المعنیٰ: (بصطة، بسطة)۔ ۴۔ تغیر حرف مع اختلاف المعنیٰ دون الکتابۃ: (تَبْلُوا، تَتْلُوا)۔

۵۔ تغیر حرف مع اختلاف المعنیٰ والکتابۃ جمیعاً: (أشدَّ منهم، أشَدَّ منكم)۔

۶۔ تقدیم و تاخیر جیسے: (وقُتلوا و قَتلوا) اور (وقَتلوا وقُتلوا)۔ ۷۔ زیادت ونقص حرف: (وما عَمِلَته، وما عَمِلَت)۔

قاری طاہر رحیمی لکھتے ہیں کہ یہ تمام فرش الحروف اور قرآت مختلفہ، جزوی احادیث و روایات سے بھی ثابت ہیں۔ اور یہ اختلاف، لغات و اصول اور فروش کلیہ کے علاوہ غیبت و خطاب، توحید و جمع، تبدل حروف و حرکات تفنّنِ تعبیرات اور تنوعِ تراکیبِ نحویہ وغیرہ کے لحاظ سے ان فرش الحروف اور جزوی اختلافات کے اعتبار سے ہے جو اعجاز قرآنی و تفنّن عبارات کی خوبی کے موافق متعدد وجوہ اور مختلف طرقِ بیان کی شکل میں مستقلاً نازل ہوئے ہیں۔[۵۸]

۶۔ وہ روایات جن میں سات سے کم احرف کا ذکر

اس گروپ میں ان روایات کو رکھا جا سکتا ہے جن میں سبعہ اَحرف کی نہیں بلکہ سات سے کم یعنی دو، تین یا پانچ حروف پر قرآن کریم کے نزول کی بات کی گئی ہے۔ درج ذیل روایت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن کریم تین اَحرف پر نازل کیا گیا: "عن سَمُرَة، عن النبي ﷺ قال : أنزل القرآن علىٰ ثلاثة أحرف"۔[۵۹]

ابو جعفر طحاوی (م ۳۲۱ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ جب میں نے اس روایت پر غور کیا تو متقدمین میں سے احمد بن صالح کے مؤقف زیادہ بہتر پایا کہ اس روایت کو حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے مروی روایت پر محمول کیا جائے کہ حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میرے دل میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں چبھی جب سے مسلمان ہوا جیسے یہ بات چبھی کہ میں نے ایک آیت ایک طرح پڑھی اور دوسرے نے اور طرح پڑھی۔ میں نے کہا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے اور

وہ بولا مجھ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے مجھے یہ آیت اس طرح پڑھائی۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ میرے پاس آئے تو جبرئیلؑ دائیں طرف اور میکائیلؑ میرے بائیں طرف بیٹھے۔ جبرئیلؑ نے کہا قرآن ایک حرف پڑھا کرو۔ میکائیلؑ نے کہا زیادہ کراؤ، زیادہ کراؤ اِن سے۔ یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچے اور کہا کہ ہر ایک حرف شافی وکافی ہے۔[۶۰] اس کے بعد امام طحاوی لکھتے ہیں کہ اس بات کا امکان ہے کہ سمرہؓ سے مروی روایت کا تعلق اس عہد سے ہے جب قرآن کریم کی تلاوت و قراءت کے بارے میں رخصت و وسعت کی صورت میں آنے والی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی سات کے عدد تک تحدید نہ ہوئی ہوئی تھی، اور سمرہؓ نبی کریم ﷺ سے اس دن تین کے عدد تک وسعت و تخفیف کی بات سنی ہو، اور پھر کچھ عرصہ بعد نبی کریم ﷺ نے ذات باری تعالیٰ کے حکم سے سات اَحرف تک کی رخصت و وسعت کی اجازت مرحمت فرمائی ہو، مگر یہ سات اَحرف تک کی رخصت کی بات سمرہؓ تک نہ پہنچی ہو، پس انہوں نے جتنی بات سنی تھی اتنی بات روایت کر دی۔[۶۱]

ایسی روایت جس میں سات اَحرف سے کم اَحرف کی نزول کی بات ہو تو وہ سمرہؓ سے مروی درج بالا روایت کے علاوہ کوئی روایت نہیں۔ ابو عبید قاسم بن سلّام (م ۲۲۴ھ) لکھتے ہیں کہ اس روایت یعنی ثلاثۃ اَحرف کے علاوہ ایسی روایات جس میں سات اَحرف تک قرآن کریم کی قراءت کی اجازت دی گئی ہے وہ تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔[۶۲]

چنانچہ ذخیرہ روایات پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایسی روایات جس میں سات اَحرف سے کم پر قرآن کے نزول کی بات ہو تو وہ صرف یہی سمرہؓ سے مروی روایت کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ البتہ ایسی روایات ذخیرہ حدیث میں موجود ہیں جن میں کسی صحابی، تابعی کے دو یا پانچ اَحرف پر پڑھنے کی بات تو ہے مگر ان روایات میں قرآن کریم کے دو یا پانچ اَحرف پر نزول کی بات کا ذکر نہیں ہے۔ جیسا کہ درج ذیل روایات ہیں۔ اس روایت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن کریم پانچ اَحرف پر نازل کیا گیا: "عن لیث عن مجاهد : أنه كان يقرأ القرآن علىٰ خمسة أحرفٍ"۔[۶۳]

تابعی سعید بن جبیر (م ۷۱۴ء) کے بارے میں یہ بات روایات میں ملتی ہے کہ وہ قرآن کریم کو دو اَحرف پر پڑھا کرتے تھے۔[۶۴]
اسی لیے علامہ ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) نے ان کی دو یا پانچ اَحرف پر قرآن کریم کے نزول کی بات نہیں کی بلکہ لکھتے ہیں کہ یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ لوگ قرآن کریم کو کی سات وجوہات میں سے دو یا پانچ وجوہات پر پڑھتے تھے، گویا کہ یہ ان کا ذاتی فعل ٹھہرا، اس کا نزول سے کوئی تعلق نہیں۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ قرآن کریم کے سبعہ اَحرف پر نزول سے متعلق کثیر روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ علوم قرآنیہ کے ماہرین اور محدثین عظام اس کی مختلف توجیہات کرتے رہے ہیں۔ تیس سے زائد اقوال تو علامہ سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں ذکر کیے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی بعض جید علماء کرام نے ایک نئے زاویہ سے ان روایات پر غور و فکر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ سبعہ احرف سے متعلقہ روایات کی ایک کثیر تعداد پائی جاتی ہے مگر ان تمام روایات پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان روایات کا نفس مضمون ایک جیسا نہیں ہے۔ نفس مضمون کے ایک جیسا نہ ہونے کی بنا پر ان روایات کو مختلف گروپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، اس طرح درج بالا گروپس کی روشنی میں روایات سبعہ احرف کی تفہیم بطریق احسن ہو سکتی ہے۔

سبعہ احرف کی منسوخیت وعدم منسوخیت کی بحث

تمام علماء و محدثین کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ درج بالا بیان کردہ اقسام عہد نبوی میں جاری و ساری تھیں اور اب تک جاری ہیں۔ اسی طرح ان میں سے ایک قسم "سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ کلمات مترادفہ" کی منسوخیت و موقوفیت کے بارے میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ البتہ اس قسم کی منسوخیت و موقوفیت کے بارے میں اختلاف موجود ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ "سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ کلماتِ مترادفہ "عہد نبوی ہی کے عرضہ اخیرہ میں اس کی اجازت ورخصت ختم ہو گئی تھی۔ یہ مؤقف ابو جعفر طحاوی کا ہے۔[65]

دوسری رائے یہ ہے کہ قرآن کریم کے سبعہ احرف کے ساتھ قراءت کی اجازت و رخصت اگرچہ لوگوں کی سہولت و آسانی کے لیے دی گئی تھی مگر اس سہولت کو قرآن کریم کے بارے میں باہمی اختلاف کی وجہ سے سدّ ذریعہ کے طور پر اس سہولت کو عہد عثمانی میں موقوف کر دیا گیا۔ اس طرح موجودہ مصحف عثمانی میں اس بات کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔ یہ نقطہ نظر علامہ ابن جریر طبری کا ہے : "فترك القراءة الستة التي عزم عليها امامها العادل في تركها"۔[66]

عہد عثمانی میں سبعہ احرف کی منسوخیت کی مختلف صورتیں

عہد عثمانی میں سبعہ احرف کی جو صورتیں منسوخ ہوئیں وہ درج ذیل ہیں:

اَ۔ عہد عثمانی کے مصاحف عثمانیہ میں سبعہ کلمات مترادفات کے ان مواقع میں جن میں الفاظ کئی تھے مگر معنی سب کے ایک ہی تھے ہر ہر جگہ حرف قریش کے مطابق کلمہ مترادفہ کا ان مصاحف میں قطعاً لحاظ نہیں رکھا گیا، مثلاً:

- ﴿اقبلوا﴾ کی جگہ (اسرعوا) یا (اعجلوا)۔
- ﴿قل تعالوا﴾ کی بجائے (قل هلم) پڑھنا۔
- ﴿مشوا فيه﴾ کی جگہ (مرو فيه) یا (سعوا فيه)۔
- ﴿تعال﴾ کی جگہ (اقبل)، (اسرع) یا (اعجل)۔
- ﴿للذين امنوا انظرونا﴾ کی بجائے (اخرونا) یا (ارقبونا) پڑھنا۔

(واقوم قيلاً) کی بجائے (أصوب قيلا) یا (اهيأقيلاً) پڑھنے کی اجازت موقوف فرمادی گئی۔[67]

ب۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں کے مابین لڑائی اور چپقلش کو ختم کرنے کے لیے اور علت کے ختم ہونے کی وجہ سے حکم کی موقوفیت کے اصول پر عمل کرتے ہوئے "سداً لباب النـــزاع واعتباراً لانتهاء الحكم بانتهاء العلة" یعنی اختلاف کے دروازے کو بند کرنے کے لیے اور علت کے پورے ہونے کی وجہ سے حکم کے ختم اور موقوف ہونے کے اصول پر بعض قراءات کو اجماع صحابہ سے منسوخ قرار دے دیا۔ ان کی مثالیں حسب ذیل ہیں :

۱۔ ﴿وجاءت سكرة الحق بالموت﴾ جو موجودہ قرآن کریم میں اس طرح ہے: ﴿ وَجَآءَتْ سَكرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِ﴾۔[68]

۲۔ (والیل ... والذكر والانثىٰ) یہ آیت موجودہ قرآن کریم اس طرح ہے ﴿وَالَّيلِ اِذَا يغْشٰى ... وَمَا خَلَقَ الذَّكرَ وَالْاُنْثٰى﴾[69]

۳۔ (اني انا الرزاق ذوالقوة المتين)۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾۔[70]

۴۔ ﴿حَتّٰى﴾ کی جگہ ﴿عَتّٰى﴾ جو لغت ہذیل کے مطابق تھا اس کو منسوخ قرار دے دیا۔[71]

ج۔ جمع قرآن بعہد عثمانی کے وقت غیر قریشی لغات ستہ منسوخہ شاذہ غیر فصیحہ غیر معتبرہ عند قریش کو بھی منسوخ کر دیا گیا، اس کی بعض مثالیں درج ذیل ہیں: ۱۔ ﴿اذا جاء فتح الله والنصر﴾۔ ۲۔ ﴿فاليوم ننجيك ببدنك﴾۔ ۳۔ ﴿تبت يدا ابي لهب و قد

تب﴾۔ ۴۔جملہ قرآت تفسیر یہ مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت﴿اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ کے بعد(في مواسم الحج) کے الفاظ۔[۴۲]

علامہ طبری کے مؤقف کی وضاحت

سبعہ احرف کے تحت دی گئی رخصت و اجازت کیا ہمیشہ کے لیے تھی، یا ایک خاص مدت کے لیے؟ قرآن کریم کی تاریخ میں یہ بھی اہم مسئلہ رہا ہے۔اس کے بارے میں محمد بن جریر طبری(م ۳۱۰ھ) کا مؤقف ہے کہ عہد عثمانی میں سبعہ احرف میں سے صرف ایک قریشی حرف ہی کو باقی رکھا گیا تھا اور باقی غیر قریشی چھ احرف کو موقوف قرار دے دیا گیا۔ تو پھر سبعہ احرف کے باقی رہنے کا قول کیونکر درست ہوا؟ قاری طاہر رحیمی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن جریر طبری کا مقصد یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں قبائل عرب کی رعایت کی وجہ سے سات کلمات و لغات کی حد تک ہم معنیٰ متبادل کلمہ پڑھنے کی اجازت تھی۔ لیکن پھر اولاً حضور ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں جمع عثمانی کے وقت ان ستہ مترادفات کی منسوخیت کی مزید اشاعت و تشہیر کی گئی۔ اب خاص اس ایک ہی قریشی کلمہ مترادفہ کے پڑھنے کی اجازت ہے جس کے مطابق اولاً قرآن کریم نازل ہوا تھا، مثلاً ﴿هَلُمَّ﴾ کی جگہ "تعال" پڑھنے کی اجازت قطعاً موقوف قررار دے دی گئی۔ علامہ طبری اس بات کے قائل نہیں کہ سبعہ لغات غیر مترادفات اور سبعہ وجوہِ انواع اختلاف قراءت میں سے بھی صرف ایک ہی قریشی لغت اور صرف ایک ہی اختلافی وجہ قراءت پڑھنے کی اجازت ہے اور باقی چھے لغات اور چھے اختلافی وجوہِ قراءت ختم کر دی گئی ہیں۔ اس کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ علامہ طبری کی مترادفات ستہ کے باوجود اختلاف قراءت کے یقیناً قائل ہیں، جیسا کہ تفسیر طبری میں مختلف قراءات کا تذکرہ موجود ہے، اسی طرح علامہ طبری مقدمہ لکھتے ہیں: "یہ سب قراءات جن میں معانی بھی مختلف ہو جاتے ہیں صحیح اور منجانب اللہ نازل شدہ ہیں و لیکن بایں ہمہ یہ ان سبعہ احرف (بمعنیٰ کلمات مترادفہ مختلفۃ المادۃ) سے خارج وجداگانہ ہیں"۔[۴۳]

۳۔ نیز خود علامہ ابن جریر طبری قراءۃ حمزہ اور روایت ورش بطور خاص پڑھا پڑھایا کرتے تھے۔[۴۴]

۴۔ بلکہ علامہ طبری نے الجامع نامی ایک بڑی کتاب قراءات پر تالیف کی جس میں بیس سے زائد قراءات کا تذکرہ کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام قراءتیں سبعہ لغات غیر مترادفہ اور سبعہ انواع اختلاف قراءت کی روشنی ہی میں مدوّن ہو کر معرض وجود میں آئی ہیں۔ لہٰذا یقیناً یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ علامہ طبری کے یہاں بھی سبعہ احرف بمعنی سبعہ مترادفات اور سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ لغات غیر مترادفہ اور سبعہ احرف بمعنی سبعہ انواع اختلاف قراءت یہ تین مستقل انواع واقسام کی احادیث ہیں جن میں سے سبعہ احرف بمعنی سبعہ مترادفات والی احادیث تو صرف ابتدائے اسلام کے زمانے میں معمول تھیں اور اس کے بعد موقوف ومنسوخ ہو چکی ہیں لیکن سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ لغات غیر مرادفہ اور سبعہ احرف بمعنی سبعہ انواعِ اختلافِ قراءت والی احادیث اب بھی یقیناً معمول بہا و باقی ہیں اور یہ لغات واختلافاتِ قراءت عرضہ اخیرہ قریشی لغت کی روشنی میں بدستور ہیں منسوخ قطعاً نہیں۔ خود علامہ طبری نے کتاب القراءات میں اپنی تحقیقی رائے کی ترجمانی فرمائی ہے۔[۴۵]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ گزشتہ بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ روایات سبعہ احرف اپنے اندر صرف ایک مفہوم نہیں لیے ہوئے، بلکہ ان روایات کے نفس مضمون میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان روایات کو مشکل الاحادیث کی بحث شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ ابو جعفر طحاوی نے اس پر بحث کی ہے۔ روایات سبعہ احرف کی گروپس (مجموعات) میں تقسیم سے جہاں

ایک طرف ان روایات کی تفہیم میں آسانی ہوتی ہے، تو دوسری طرف علماء و محدثین عظام کی مختلف توجیہات و اقوال میں جو بظاہر تعارض و تناقض نظر آتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے ایک دوسرے کا ردّ لازم آتا ہے، اس کی قطعاً ضرورت نہیں رہتی۔ اس طرح متقدمین و متاخرین علماء کرام کے اقوال کو کسی نہ کسی مجموعہ میں سمویا جاسکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

---

[۱] بخاری، محمد بن اسماعیل. جامع صحیح. مترجم: مولانا امجد العلی و غیرہم. کتاب الصوم، باب: قول النبی ﷺ لا نکتب ولا نحتسب، ط: ۲۰۰۳ء، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱/ ۹۰۷

[۲] ابو شامہ، عبد الرحمن بن اسماعیل. المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز. تحقیق: طیار آلتی قولاج. ط۲: ۱۹۸۶ء، دار وقف الدیانۃ الترکی، انقرہ، ص۹۶-۹۷

[۳] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ. جامع صحیح. أبواب القراءات عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء أن القرآن أنزل علیٰ سبعۃِ أحرفٍ۔ یہ روایت علامہ ابن جریر طبری نے بھی بیان کی ہے، احمد محمد شاکر نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ: "وھذا اسناد صحیح" [طبری، محمد بن جریر. جامع البیان عن تأویل آي القرآن. تحقیق: محمود محمد شاکر. تخریج: احمد محمد شاکر. روایت نمبر۲۹، ۱/ ۳۵]

[۴] ابو عبید قاسم بن سلام. تحقیق: وھبی سلیمان. باب: ۵۲، بعنوان: لغات القرآن، ط: ۱۹۹۱ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص۲۰۳

[۵] القرآن الکریم، سورۃ الحج: ۱۱

[۶] دانی، ابو عمرو، عثمان بن سعید، جامع البیان فی القراءات السبع المشھورۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۵ء، صفحات: ۲۳ تا ۲۴

[۷] علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "ثم من جوز القراءة بما يخرج عن المصحف مما ثبت عن الصحابة، قال يجوز ذلك، لأنه من الحروف السبعة التي أنزل القرآن عليها، ومن لم يجوزه فله ثلاثة مآخذ: تارة يقول ليس هو من الحروف السبعة، وتارة يقول : هو من الحروف المنسوخة، وتارة يقول : هو مما انعقد اجماع الصحابة علىٰ الاعراض عنه۔ وتارة يقول: لم ينقل الينا نقلاً يثبت بمثله القرآن، وهذا هو الفرق بين المتقدمين والمتأخرين"۔ [ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم. رسالہ: تنزیل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف. مشمولہ: البیان لتفسیر آي القرآن. جمع و دراسۃ و تحقیق: ڈاکٹر ابو سعید عمر بن غرامہ العمروی. ط: ۱۴۲۴ھ، مکتبہ دار الطحاوی، ریاض، سعودی عرب، ۱/۶۱۸]

[۸] طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد. شرح مشکل الآثار. تحقیق: شعیب الأرنؤوط. ط۱: ۱۹۹۴ء، مؤسسۃ الرسالۃ، تحت روایت نمبر: ۳۱۱۵، ۱/ ۱۲۴

[۹] گنگوہی، رشید احمد. الکوکب الدُرِّی علیٰ جامع الترمذی (مجموع الافادات والتحقیقات). جمعھا وألفھا: محمد یحیی بن محمد اسماعیل. ط: ۱۹۹۵ء، ادارۃ القرآن، کراچی، ۴/ ۴۷-۴۸

[۱۰] الاتقان فی علوم القرآن، نوع نمبر ۱۶

[۱۱] طحاوی، ابو جعفر. مشکل الآثار. ضبط و تصحیح: محمد عبد السلام شاہین. ط: ۱۹۹۵ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/ ۱۱۹-۱۳۵

[۱۲] عبد الواحد، ڈاکٹر مفتی. شرح احادیث حروف سبعہ اور تاریخ قراءات متواترہ. ط: ۱۴۲۱ھ، دار الافتاء جامعہ مدنیہ، لاہور، ص۱

[۱۳] حیات ترمذی. مضمون بعنوان: ضیافت مدینہ. مضمون نگار: قاری طاہر رحیمی. ط: جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا، ص۶۷۰؛ قاری قاری طاہر رحیمی. دفاع قراءات. ط: ادارہ کتب طاہریہ، محلہ مغل آباد، ملتان، پاکستان

[14] خطیب تبریزی. مشکوٰۃ المصابیح. کتاب العلم، الفصل الثانی، ۱/ ۳۵، بحوالہ : حیات ترمذی، ص ۶۷۰

[15] حیات ترمذی، ص ۶۶۳

[16] احمد محمد شاکر لکھتے ہیں کہ ابن حجر اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ابن عبد البر کے نزدیک یہ روایت ثابت شدہ نہیں ہے کیوں کہ اس روایت کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں مگر ان کی ابن مسعود سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس روایت کو ابن حبان اور امام حاکم نے صحیح کہا ہے۔ مگر ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کا اس روایت کو " صحیح " میں شمار کرنا محل نظر ہے، کیوں کہ اس میں انقطاع پایا جاتا ہے یعنی ان دونوں حضرات کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ [طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آي القرآن، تحقیق : محمود محمد شاکر، تخریج: احمد محمد شاکر، دار المعارف، مصر، باب: القول فی البیان، ۱/ ۶۸] ابو جعفر طحاوی، ابن حبان امام حاکم نے بھی اس روایت کو اسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔[شرح مشکل الآثار، روایت نمبر ۳۱۰۲، ۱/ ۱۱۵]

[17] اسی قسم کا قول حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً بھی مسند احمد جلد ص ۴۴۵ میں منقول ہے۔

[18] احمد محمد شاکر کے نزدیک یہ روایت مرسل ہے۔ [جامع البیان عن تأویل آي القرآن، باب: القول فی البیان، ۱/ ۶۹]

[19] یہ امام طحاوی نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ اس روایت میں علی بن زید جو ابن جدعان کے نام سے مشہور ہے، وہ حافظہ میں کمزور ہے۔ باقی راوی ثقہ ہیں۔[شرح مشکل الآثار، باب: ۴۸۸، روایت نمبر: ۳۱۱۸، ۱/ ۱۲۶]؛ یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے۔ ۵/ ۵۱؛ ہیثمی. مجمع الزوائد. ۷/ ۱۵۱؛ طبری نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ جامع البیان عن تأویل آي القرآن،، روایت نمبر ۴۰، ۴۷، ۱/ ۴۳، ۵۰]

[20] احمد محمد شاکر کہتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے، محمد بن سیرین کی ابن مسعود سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔[جامع البیان عن تأویل آي القرآن، روایت نمبر ۵۵، ۱/ ۵۳، ۵۴]

[21] جامع البیان عن تأویل آي القرآن، روایت نمبر ۴۸، ۱/ ۵۰

[22] مسند احمد، ۵/ ۵۱؛ تفسیر طبری، روایت نمبر ۴۷، ۱/ ۵۰؛ شرح مشکل الآثار، باب: ۴۸۸، روایت نمبر: ۳۱۱۸، ۱/ ۱۲۶

[23] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۲۰

[24] قرطبی، محمد بن احمد. الجامع لأحکام القرآن. ط: مؤسسۃ مناهل العرفان، بیروت، ۱/ ۴۲

[25] القرآن الکریم، سورۃ الحدید: ۱۳

[26] ایضاً

[27] القرآن الکریم، سورۃ المزمل: ۷

[28] الجامع لأحکام القرآن، باب: معنی قول النبی ﷺ : ان ھذا القرآن أنزل علیٰ سبعۃ أحرف، ۱/ ۴۸

[29] شرح مشکل الآثار، روایت نمبر: ۳۱۱۳، ۱/ ۱۲۲

[30] تھانوی، اشرف علی. تنشیط الطبع فی اجراء السبع. تصحیح و تعلیق: اظہار احمد تھانوی. ط: قرآءت اکیڈمی، لاہور، ص ۱۸

[31] حیات ترمذی، ص ۶۷۰

[32] مسلم، ابن حجاج قشیری. صحیح. کتاب: فضائل القرآن، باب: بیان أنزل القرآن علٰی سَبعَۃِ أحرُفٍ

[33] جامع البیان عن تأویل آي القرآن، روایت نمبر ۳۰، ۱/ ۳۶۔ احمد محمد شاکر نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

[34] احمد، بن حنبل، مسند، روایت نمبر ۲۰۶۹۶

[35] نسائی، ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب. سنن نسائی. کتاب الافتتاح، باب: فضائل القرآن

[36] ایضاً

[37] حنبل، محمد بن، مسند، روایت نمبر: ۲۷۹۸۹

[38] ابو عبید، قاسم بن سلام. فضائل القرآن. باب نمبر ۵۲: لغات القرآن، ط: ۱۹۹۱ء، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۲۰۴

[39] بغدادی، خطیب (م ۴۶۳ھ)، تاریخ بغداد، (تاریخ مدینۃ الاسلام)، ج ۶، ص ۳۹۷

[40] ابو عبید، قاسم بن سلاّم. فضائل القرآن. تحقیق و تعلیق: وھبی سلیمان غاوجی. ط: ۱۹۹۱ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۲۰۴۔ قاری طاہر رحیمی لکھتے ہیں کہ ابو عبید قاسم بن سلام کی رائے پر وہ سات لغات یہ ہیں: ۱۔ قریش۔ ۲۔ ہذیل۔ ۳۔ ثقیف۔ ۴۔ ہوازن۔ ۵۔ کنانہ۔ ۶۔ تمیم۔ ۷۔ یمن۔

[41] القرآن الکریم، سورۃ الحج ۷۸؛ سورۃ البقرۃ: ۱۸۵؛ سورۃ البقرۃ: ۲۸۶؛ سورۃ الروم: ۲۲

[42] حیات ترمذی، ص ۶۶۷

[43] القرآن الکریم، سورۃ المؤمنون: ۵۴؛ سورۃ الصّٰفّٰت: ۱۷۴، ۱۷۸؛ سورۃ الذاریات: ۴۳

[44] القرآن الکریم، سورۃ اٰل عمران: ۱۰۶؛ سورۃ یٰس: ۶۰

[45] القرآن الکریم، البقرۃ: ۳

[46] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۱۱؛ سورۃ ھود: ۴۴

[47] القرآن الکریم، سورۃ یوسف: ۶۵

[48] القرآن الکریم، سورۃ یوسف: ۱۱

[49] ابن قتیبہ، ابو محمد عبداللہ بن مسلم. تأویل مشکل القرآن. شرح و تحقیق: سید احمد سقر. باب: الرد علیھم فی وجوہ القراءات، ط: ۱۹۵۴ء، دار احیاء الکتب العربیہ، عیسیٰ البابی الحلبی و شرکاءہ، ص ۳۰

[50] ایضاً

[51] زرکشی. البرھان فی علوم القرآن. النوع الحادی عشر (نوع نمبر ۱۱)، ط: ۱۹۸۸ء، دار الفکر، بیروت، ۱/ ۲۸۶

[52] البرھان فی علوم القرآن، ۱/ ۲۸۶۔ ۲۸۷؛ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ. جامع صحیح. أبواب القراءات عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء أن القرآن أنزل علیٰ سبعۃِ أحرفٍ۔ یہ روایت علامہ طبری نے بھی بیان کی ہے، احمد محمد شاکر نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ ": وھذا اسناد صحیح [جامع البیان عن تأویل آي القرآن، روایت نمبر ۲۹، ۱/ ۳۵]

[53] قاری طاہر رحیمی حوالہ (حیات ترمذی، ص ۶۶۸۔ ۶۶۹)

[54] مسلم، ابن حجاج قشیری. صحیح. کتاب: فضائل القرآن، باب: بیان أن القرآن علیٰ سبعۃ أحرفٍ، روایت نمبر ۱۸۰۶

[55] ایضاً

[56] ابوداؤد. سنن. کتاب الصلوٰۃ، باب: أنزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف، باب نمبر ۵۲۱؛ نسائی، سنن، کتاب: الافتتاح، باب جامع ماجاء فی القراۃ؛ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ. جامع صحیح. ابواب القراءات عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء أنزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرفٍ؛ بخاری، محمد بن اسماعیل. جامع صحیح. کتاب: التوحید، باب: قول اللہ عزوجل: (فاقرءوا ما تیسر من القرآن)، کتاب: فضائل القرآن، باب: أنزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرفٍ

[57] حیات ترمذی ،ص۶۶۹

[58] حیات ترمذی،ص۶۷۰

[59] شرح مشکل الآثار، باب نمبر ۴۹۲ :بیان مشکل مارُوِی عن رسول اللہ ﷺ من قولہ: أنزل القرآن علیٰ ثلاثۃ أحرف، روایت نمبر: ۱۱۹؛ ابن ابی شیبۃ. المصنف. ۱۰/ ۵۱۷؛ احمد. المسند. ۵/ ۲۲؛ البزار. المسند. روایت نمبر ۲۳۱۴؛ طبرانی، المعجم الکبیر. روایت نمبر ۶۸۵۳؛ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲/ ۲۲۳

[60] شرح مشکل الآثار، باب نمبر ۴۹۱ : بیان مشکل مارُوِی عن رسول اللہ ﷺ من قولہ: نزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف، روایت نمبر: ۳۱۱۷؛ نسائی، ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب، سنن، کتاب الافتتاح، باب: فضائل القرآن

[61] شرح مشکل الآثار، باب نمبر ۴۹۲ : بیان مشکل مارُوِی عن رسول اللہ ﷺ من قولہ: أنزل القرآن علیٰ ثلاثۃ أحرف، روایت نمبر: ۳۱۱۹

[62] فضائل القرآن، باب نمبر: ۱۲، ص۲۰۳

[63] جامع البیان، روایت نمبر ۵۲، ۱/ ۵۳

[64] جامع البیان، روایت نمبر ۵۲، ۱/ ۵۳

[65] شرح مشکل الآثار، ۴/۱۸۶۔۱۹۱

[66] جامع البیان، روایت نمبر ۵۲، ۱/ ۶۴

[67] دفاع قراءات، ص۴۰۷؛ حیات ترمذی، ص۶۷۳

[68] القرآن الکریم، سورۃ ق: ۱۹

[69] القرآن الکریم، سورۃ اللیل: ۱-۳

[70] القرآن الکریم، سورۃ الذاریات: ۵۸

[71] حیات ترمذی، ص۶۷۴

[72] حیات ترمذی، ص۶۷۵

[73] حیات ترمذی، ص۶۸۱

[74] مقدمہ تفسیر طبری، ۱۴

[75] ابن الجزری. النشر فی القراءات النشر. ۱/ ۳۴؛ حیات ترمذی، ص ۶۸۲